هذا بیان اسمای حسنیٰ خالق جن و انس نسخه

در مطبع نامی منشی نول کشور حسن انطباع یافت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

در حمد باری تعالے عز اسمہ

غفور ابن نام خدا کرتے کے غور
سنا داستان تا کہ اول ہو دور

نمونہ ہو وہ عشق کا سر بسر
بیان ہو کسی ماہرو کا

ولے چاہیے پہلے اوسکی ثنا
کہ جسکو ہوئی ہے نہو گی فنا

ہین محتاج اوسیکے فقیر و غنی
ہر او رار سدہ کبریا و منی

زمین و فلک نجم و شمس و قمر
ہین جلوہ نما جا بجا ادہر اور اودہر

ق

اوسیکا ہے ان سبمین نور و ظہور
نظر گر کرو تم تو دیکہو ضرور

وہ صانع ہین مصنوع ہون لاکلام
وہ رازق ہین مرزوق انکا مدام

وہ قادر ہے ہر چیز پر برملا
اوسی نے دیا سب ہین لایا تہا کیا

کرون حمد اوسکی میرا منہہ کہان
کہ وہ نور مطلق مین خاک جہان

در نعت سید المرسلین خاتم النبیین محمد مصطفی صلعم

ثنا جسکی آئی ہو قرآن مین
لکہون اور کیا اوسکی مین شان مین

ہے طہ و یسین توصیف صاف
مری لغزش سخن ہے لاو . . . گ . . .

سیہ اور ابنا کو ہووئی * جو قربت رسول خدا ہوئی *
قلم نے لکھا جبکہ نام حق ا ہوا حکم لکھ ساتھ ہی مصطفےٰ
قلم تب تو ہیبت سے کہنے لگا کہ اے آفرینندۂ دوسرا
ترے اسم اقدس کے یہ ساتھ سات ہے کس شخص کا اسم والا صفات
کہا ایک میرا جو محبوب ہے اوسیکا یہ اسم خوش اسلوب ہے
کہو جبکہ فرمائے یون کبریا کرے کوئی اوسکی ثنا اور کیا
ہے وہ باعث خلقت انس و جان اوسیکے لیے ہین زمین و زمان
وہ خیل رسل مین سرافراز ہے وہ ہے جملہ عالم کی پردازہے
ولیکن ہے اپنا تو مذہب یہ ہی یہ ہی مدعا اور مطلب یہ ہی
زبان در دہان ترے دجانے گیر ثنا ہے محمد بود دلپذیر

مناجات بدرگاہ مجیب الدعوات

الٰہی بحق رسالت مآب * کہ ہے چارہ فرماے یوم الحساب
بصدق ابوبکر سلطان دین کہ احمد کا ہے اولین جانشین
بعدل عمر حامیے دین حق + بعثمان دانا ہے آئین حق +
بحق علی و بحق بتول + سپے جملہ اصحاب و آل رسول
بحق شہیدان کرب و بلا بحق صفا کیشئے اوصیا
بحق ولیان دعا مستجاب مرے خامہ کو تر زبان کر شتاب
سبے مجھے مدعا ئے دلی کر عطا سبے مجھے دولت مقبلی کر عطا
نہو شرمساری بروز شمار غرض ہے یہی میری پروردگار
تو رحمت یہ کرنا مرے والدین بہشت برین مین تجھے پائین جنین

در سبب تصنیف کتاب

سنو یار تصنیف کا اسکے حال
کہ مجھکو تھا اتنا شوق مقال

کہ لکھتا مین اس قصے کو برملا
مگر والد مہربان نے کہا

کہ ہے نورتن مین عشق کا باب
ہر قصہ نصیحت اوسمین باآب و تاب

سب کو یاد دو زبان
کہ دو کرب پیشہ سے یہ میرجان

بفرمان والد اوسی روز سے
طرح اونکی ڈالی غم و سوز سے

سو مقتول عشق اب یہ تیار ہے
بکر اور قصون کا انکار ہے

اگر اسمین باقی رہا ہو قصور
تو اصلاح فرمائین اہل شعور

آغاز داستان در بیان مقرر کردن بادشاہ خدمت ہر روزہ بسلے ماہی گیر تا کہ بدین بہانہ دیدارش میسر گردد چراکہ آن فریفتہ او بود

پلا ساقیا مجھکو اک جام سے
کہ اب یہان سے قصے کا آغاز ہے

کسی ملک مین ایک تھا بادشاہ
ہمارا تمہارا خدا بادشاہ

سخی اور خوش خلق تھا بیشمار
نہ بیٹھا کسی دل پہ اوس سے غبار

عدالت کا اوسکے یہی ہے نشان
بز و شیر کا ایک جا تھا مکان

مگر شیفتہ تھا رخ خوب کا
گرفتار عشق ایک محبوب کا

وہ تھا طفل ماہیگیر سراپا وہ نور
پھنسے دام مین جیسا کہ ہوا ہے جو

ملک گرچہ اوسکا گرفتار تھا
ولے اوسکے اٹھانے سے عار تھا

اسی واسطے کی مقرر یہ بات
کہ ماہی کا دل ملا ہے ہر ایک رات

یہ تجویز اس واسطے شاہ نے
فراست سے کی تھی فلک جاہ نے

کہ تا اس بہانہ سے دیدار ہو
نصیب اسطرح مصلحت یار ہو

در حال عاشقی دختر شاہ بہ بہترین ماہی گیر رشک ماہ منیر و بیان بیقراری و آہ و زاری و سنے در عشقش

پلا مجھکو ساقیا وہ مے ناب سے
کہ جسکی تمنا ہے اک عمر سے

نکل جاوے دل سے مری سب ہوس
برائے خدا اب نکر پیش و پس

سناتا ہے مجھے اک پری کا بیاں
ہوئی جان شیرین بہی جسپہ وبال

وہ جادو بہری جسکی چتون کہ آہ
کرے مایۂ عقل و دین سب تباہ

مژہ اوسکی خنجر سے خونریزتر
نگہ تیغ ہندی سے بہی تیزتر

سیہ گیسوؤن مین رخ پہ بہار
وہ چٹیا تہی جو لٹکی سنپنے کا اوتار

جو دیکھے تو سو جان سے قربان ہو
فرشتہ ہو یا جن و انسان ہو

وہ ہی شاہ کی دختر ماہوش
مہ و مہر بہی جسکی صورت پہ غش

کہ نوخاستہ تہی وہ رشک چمن
موافق ہے جسکے یہ قول حسن

برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن
جوانی کی راتین مرادون کے دن

تہی وہ بہی اوسی طفل پہ مبتلا
دل آشفتہ و سر بسر مبتلا

بلاتی محل مین اوسے شام ہی
گذرتی تہی شب عیش و آرام کی

نہ آتا کبہی وہ گل اندام گر
تو رہتی اسے بیکلی تا سحر

کبہی لب پہ اوسکے تہی آہ و فغان
کبہی یہ غزل پڑہتی وہ نیم جان

غزل

ستمگر کہین آزمانے لگا
تلطف مین بہی اب ستانے لگا

تجہے اپنا سمجہا تہا دلسوز آہ
مری جان کیون تو جلانے لگا

ابہی بیٹہنے بہی نپائے تہے ہم
کہ وہ دشمن جان اوٹہانے لگا

ابہی دل کو جون غنچہ واشد نہین
فلک اور کیا گل کہلانے لگا

کوئی راز ہے اسمین شاید عفو
وہ بیوجہ کیون منہہ چہپانے لگا

در بیان فریفته شدن جوان پری زاد بر شاہزادی ماہ سیما و ہر قفا والیستادہ ماندن اش سہ شبانہ روز دم بخود بیاد آن ہر آہ جگر فگار رہا نسیما

شتابی پلا ساقیا جام مل
کھلایا چاہتا ہے کوئی تازہ گل

کبھی جام لبریز ہووے متصل
کہ تغیر ہوتا ہے اب حال دل

کہ ہو غنچہ اس سے اب خو گوشہ نشین
نہ آوین قیامت تلک ہوش مین

ہے اب بلبل خامہ تازہ سخن
بسیر گلبن داستان چمن

کہ ایک روز وہ دخت شاہ زمان
گئی تا بسیر و نظارہ کنان

نہ آرائش تھی رخ پہ بکھرے تھے بال
نگہ شرمگین ترک سادہ مثال

دوپٹے کو شانوں پہ ڈالے ہوئے
چلی آئی دامن سنبھالے ہوئے

قضارا جوان ایک آیا ادھر
خوش اندام و خوش قامت و خوش نظر

بدن کس طرح دل بھی تھا اوسکا نرم
نہ سکتا تھا سینہ مین ہنگامہ گرم

نظر جا پڑی اوسکی وہان ناگہان
کہ شہزادی تھی جلوہ فرما جہان

دکھائی یہ تاثیر اوسے عشق نے
کیا پا بزنجیر اوسے عشق نے

کہ ٹھرا گیا وہ جوان کا تہان
نہ پھر ہل سکا وہان سے وہ نیمجان

وہ گیسو جب آئے نظر تا بدوش
اوڑا رنگ چہرے کا مانند ہوش

تھا حیرت مین اوس آئینہ رو کو دیکھ
ہوا رام رم خوردہ آہو کو دیکھ

ہوا پہر نہ کچھ اوس پری کو خیال
کھڑی ہو گئی وہان سے چلمن کو ڈال

گئی وہ کہ یہان جان جانے لگی
محبت اسے آزمانے لگی

گیا بیٹھ دل کی طرح ایکبار
او تھا گاہ بیتاب مثل غبار

کشیدی ہمی سرد آہ واقعات کبھی
تپش تا درد سے شعر طوفان کبھی

تو وصلت مرا شاد کن
ز محرومی ہجر ستم یاد کن

بیان شب چہارم و شکوہ کردن ماہی گیر از گذشتن شب وقت وامداری در کشتہ عشرت و اقرار کردن شاہزادی برای دادن دل ماہی و طلب کردن از آن عاشق زار دل فگار دل و دادنش بنیا کامی و جان بحق تسلیم کردن

پلا مے جو باقی ہے کچھ ساقیا — کہ ہے تیز دہر دون سے پالا پڑا
کروں کب تلک الغیاث الغیاث — ستمگر فلک الغیاث الغیاث
گہر ریز ہو کلک گوہر فشان — لکھ اب داستان مصیبت نشان
ہوئی شب چہارم تو آیا وہاں — وہی طفل عادت گریہ رسان
ہوا آکے مصروف بادہ کشی — اسی طرح رات اک پہر کٹ گئی
وہ غفلت سے جس دم ہوا ہوشیار — کہا خوف سے شاہ کے ایکبار
مجھے جلد رخصت کر اے مہ لقا — نہیں وام داری کا وقت اب رہا
ہے از بس کہ جو خوف شاہ زمان — گھٹی جاتی ہے مثل شب میری جان
کہ میں صبح کیا دونگا شہ کو جواب — اگر دل نہ پہنچے گا وہان پر شتاب
بتا کوئی تدبیر اے جان من — کہ اب تو ہی درمان رنج و محن
دیا شاہزادی نے اوس دم جواب — کہ قربان جاؤن نہ کر اضطراب
تجھے دل ہین اک منگا دونگی مین — ترے دل کا خطرہ مٹا دونگی مین
یہ کہکر دیا اوس نے یون حکم خاص — جو تھی محرم راز اوسکی خواص
کہ اک طشت اور خنجر آبدار — تو جا اوس جوان پاس لے ایکبار
یہ میری طرف سے سنا دے اوسے — کہ ہے شاہزادی یہ کہتی تجھے
ہے میرا تجھے عشق صادق اگر — تو کہنے سے میرے نہ تو پھیر

نکال اپنے سینے سے دل اس آن — میرے پاس وہ بھیجدے بیگمان
اگر تجھکو دینے مین آتا ہے عار — عبث کیون کیا عشق کو بے وفا
دیا اوس نے پیغام جا کر یہ بھی — سنی طشت سے اور خنجر یہ بھی
لیا اوس نے یہ سنکے یون برملا — سبب سے دل کے دینے مین ہے غدر کیا
وہ صادق تھا اس عشق مین لا کلام — دیا دل اوسے یہ بھیجا پیام
میرا دل تو لیتی ہو پر میری جان — قبول اسکا کیجو اشہ میری جان
قلم میرا یہان شق ہوا جاتا ہے — کہ خون ایک ناحق ہوا جاتا ہے
ارے عشق تیری یہ بالا کیان — عجب ہین غضب ہین یہ تیرے پاکیان
ترے ظلم سے نالہ زن ہین ہبی — ہین سچ کہتے تعریف تیری نقی
گیا قیس ناشاد اس عشق مین — گئی جان فرہاد اس عشق مین
ہوئی اس سے شیرین کی حالت تباہ — کیا اوس نے لیلی کا خیمہ سیاہ
سنا ہوگا دامن یہ جو کچھ ہوا — نل اس عشق مین کسطرح سے ہوا
جو عذرا پہ گذرا سو مشہور ہے — دمن کا بہی احوال مذکور ہے
کوئی شہر ایسا نہ دیکھا کہ وہان — نہوا اس سے آشوب محشر عیان
کب اس عشق نے تازہ کاری نکی — کہان خون سے تازہ کاری نکی
زمانہ مین ایسا نہین تازہ کار — غرض سب ہے یہ اعجوبہ روزگار
غرض جان بحق اوس نے تسلیم کی — مزا عشق کا لیکے بس جان دی

در بیان آوردن غواص دل آن بیدل نزد دختر شہریار جفا کار و بردنش طفل ماہی گیر در مطبخ شاہی وا وا آمدن ازو و عرض کردن بکاول این حال بحضور شاہ و طلب کردن شاہ دل را بخدمت خود

کہان تو ہے ساقی کدھر جام ہے
کر اک تشنہ ناکام کا کام ہے

گلابی کا اسوقت جلوہ دکھا
کہ نیند اچاٹ ہے آنکھون مین سما

نظر تا کہ آنے لگے اور طور
طبیعت مین پیدا ہو کچھ اور زور

زبان ہو مری کا ور آتش فشان
سے کہے بلبل کلک یون داستان

گئی جب خواص اوسکو لیکر ادہر
مگر اوس کرشمے سے تہی چشم تر

یہ ناحق ہوا خون ہے نے گمان
اچہا اسکا شاید خدا دے وہان

دیا شاہزادی نے دل طفل کو
گیا مطبخ شاہ مین لیکے دو

دیا وہ کبابی کو اوس نے ادہر
ادہر اوس نے پایا لگا سیخ پر

کرے از پے شاہ عالی جناب
وہ خاصے مزے دار اوسکے کباب

کہ ناگاہ آواز آنے لگی
خدا ساز اوسکی یہ آواز تہی

دل من گرفتی نکردے وفا
گذشتی نہ از فکر جور و جفا

یہ سنکر بہیون نے تعجب کیا
کہ ہے کسطرح کی یہ اسکی صدا

بکا دل کو اوسوقت دی یہ خبر
کہ ہے ایک یہان ماجرا طرفہ تر

سنا اوسنے اور کہوکے ہوش و حواس
گیا وہ شہنشاہ عالی کے پاس

کیا عرض جاکر ادب سے وہان
کہ اے انتخاب ہمہ خسروان

یہان ماجرا دیکھا ہے مین نے عجب
وہ میری سمجھہ مین بہت ہے عجیب

کہ جو از پے شاہ عالی مقام
دل ماہی آتا تہا اچہا مدام

مگر آج کا دل ہے اوسنے پڑا
سوا اوسکے اک ہے عجب ماجرا

کہ ہر وقت آتی ہے اوس سے صدا
خدا جانے کیسی ہے اوسکی ندا

دل من گرفتی نکردی وفا
گذشتی نہ از فکر جور و جفا

اسی طور ہر وقت ہے گفتگو
سنا حال جب شاہ نے مو بمو

سنکے تب تو وہ حیرت زدہ — یہ بعد از تامل پھر اوس سے کہا
اے جانکا دل تو دل پہان لیا — کہ تا دیکھو تمین بہی تو اوسکو دیا
بابا سے سلطان والا جناب — گیا طشت مین لیکے دلکو شتاب
وہان بہی وہ سے کہنے لگا بے قرار — کہ ہی شکوہ ظلم بس بار بار
ہوئی اس سے حیرت وہ شہ کی دو چند — لگے ہونے حاضرین فکر مین پائے بند

در بیان طلب فرمودن پادشاہ ماہی گیر را بخدمت خود و پرسیدن از و حال دل آن بیدل و تقریر کردنش واہی تباہی و تسلی نشدن شاہ و داشتن آنرا بدر شاہی در طشت بوقت سحر و حال دفن شدن تن آن بیدل و بحال گشتن شاہزادی در قتل آن جوان بیاریان

تمنا ہے اسوقت مجکو یہی — کہ پہر دے تو ساقی وہ جام تہی
نہین تو مرے منہ سے شیشہ لگا — ہے پہر تمنا نہ مجکو ذرا
پہرے جبکہ آنکہون مین آکر سرور — کرے پہر تو مضمون دل یون ظہور
بلایا غرض طفل کو شاہ نے — سبب اسکا پوچہا فلک جاہ نے
کہ اے ظالم و دشمن ماہیان — دل آزار و ہم دلبر بیدلان
یہ دل نیم بسمل ہے کس صید کا — جو مچہلی سے لیکے دیتے ہے یہ مجہہ بڑا
ہے شکوہ کنان بہی وہ کیون در حضور — بتا کیفیت صاف اسکی بے شعور
کیا عرض اوس نے کہ اے جان پناہ — ہے اس فکر مین میری حالت تباہ
خدا جانے کیسی یہ آواز ہے — یہ معلوم ہوتی حسد انداز ہے
کلانی کا اس کے ہے باعث یہی — پہنسی دام مین ایک مچہلی بڑی

مرے حق مین اب زندگی زہر ہے — ستم ہے ستم قہر ہے قہر ہے
کیا مین نے یہہ بات کیسا غضب — عجب ہے عجب ہے عجب ہے عجب
یہ کہکر وہ جلتی تھی مثل سپند — مگر اضطرابی دل تھی دوچند
سیہ راہ تہا بے تشکیب و قرار — خیال اوسکو آتا تھی بار بار
وہ طفل ستمگر جو آیا کبھی — تو نظارا اوسکو نہ بہایا کبھی

دربیان تشریف آوردن حضرت شیخ سعدی شیرازی نزد آن دل حسب ایمای بقال بچہ کہ آنحضرت بتحریر فراک او پیوند و گفتگو کردن با آن و خاموش شدن نعش و طلب فرمودن بادشاہ عالیجاہ آنحضرت را بخدمت خود و پرسیدن سبب ما

شراب طہورا کا ساغر پلا — ملے تا کہ میرا دلی مدعا
کرون عالم قدس مین سیر مین — جہان مین ستون منطق الطیر مین
غرض دختر شاہ کا تہا یہ حال — کہ ہر وقت رہتی تہی وہ پر ملال
زنا دل بہی اوسکا یہ شکوہ کنان — سنے ہے مستعد پاسبان بہی وہان
ہوا جب یہ افسانہ شہرت پذیر — ہوئے اس سے آگاہ برنا و پیر
اوسی شہر مین شیخ سعدی بہی تھے — ملازم سے تھے اک طفل بقال کے
دل شیخ بہی تہا محبت اثر — کہ تہی جان فدا صورت خوب پر
کسی کو اگر سنتے تھے خوبرو — تو فی الفور کرتے تھے وہ جستجو
ضرور اوسکی ہان کرتے تہے نوکری — ہمیشہ تہی حضرت کی عادت یہی
سنا جب کہ اوس طفل بقال سے — کہا شیخ نے اوس خوش اقبال سے
کہ ہان شیخ صاحب ذرا جاؤ تم — خبر مجہکو اوسکی یہان لاؤ تم

کہ کیسا وہ دل تھا یہ کیا بات ہے | یہ احوال کیسا یہ آفات ہے
گئے شیخ اوس دل کے جب متصل | کہا شیخ نے اے ستم دیدہ دل
یہ افزائش ناشکیبی ہے کیوں | بلا شکوہ دلفریبی ہے کیوں
وہ ہے چارہ فرمائے بیمارگان | ہے ملجائے ماوائے بیچارگان
کیا تیری معشوق نے ظلم و زور | یہ اے دل شکوہ اتنا کیا ضرور
یہ کہکر وہ راہی ہوئے اوس طرف | ہوا دل کا سو قوت شور و شغف
نہ آئی پہر اوس سے ذرا بھی صدا | جواب اوسکو جب صاف حاصل نہ تھا
یہ حال عجب دیکھ پاسبان | گئے شاہ کے پاس کرنے بیان
کہ تھا ایک درویش آیا یہان | ہوا ہم کلام اس سے تھا اس زمان
اوسی دم سے یہ دل ہی خاموش ہے | نہ وہ بیقراری نہ وہ جوش ہے
شہنشاہ نے سنکے حال عجب | کہا اس زمان ہو بہت مضطرب
کہ فی الفور اوسکو بلاؤ تم | توقف نہو کچھ ابھی جاؤ تم
غرض لاکے حاضر کیا اونکو جب | تھا کے اونہین پوچھا حال عجب
ہے کس شخص کا یہ دل شکوہ سنج | گلا کیون یہ کرتا ہے با درد و رنج
سبب اسکا کیا ہے کہ چپ ہو رہا | مفصل یہ بتلائیے ماجرا

در بیان سبب نگفتن حضرت شیخ سعدی بتفصیل وجہ بستہ شدن بادشاہ و معاینہ کنانیدن کرشمہ گور کن عشق و ترکیدن تربت و گنجیدن شاہزادی در تشوق آن جناب و زاری بادشاہ مع حشم و قیامت برپا شدن محل سرا

یلا سا تھا اب ہے دلنواز | کہ ہوتا ہے عاشق کا افشائے راز
کہا شیخ نے تب کہ اے بادشاہ | فلک پایہ سلطان عالم پناہ

نہیں ہے یہ ماہی کا دل اے جناب
کسی سینہ افگار کا دل ہے یہ +
زیادہ میں کیا حال اوسکا کہون
ہوا جب سجد شاہ تب شیخ نے
کہ منظور گر ہووے کچھ دیکھنا
حقیقت یہ معلوم ہوجائیگی
غرض شاہ کو شیخ ہمراہ لے
ہوا اسقدر جذبۂ عشق تب
کہ گویا کوئی ہاتھ کو شیخ کے
غرض ہیچے اپنے وہ شاہ و گدا
ستون تھی جہان تربت نشان
گرا ہاتھ سے شیخ کے خود زمین
یکایک وہ تربت بھی شق ہوگئی
جو وا دیکھی دل نے وہ کشتی کی قبر
لہر ایسی آئی کہ وہ جا گرا
یہ حالت جو دیکھی تو خدام نے
تحیر ہوا شاہ کو بے شمار
کہ غرفے میں بیٹھی یہ تھی دیکھتی +
گرے قصر سے اوٹھکے بے اختیار
ہوا گزری ہے یہ تماشا عیان
زبس گرم عشق تھا اوسکے ساتھ

نگہ لک گرفتار رنج و عذاب
ستم کشتۂ یار کا دل ہے یہ
یہ نمازی سے ہے کام بس بدشگون
کہا ہاتھ میں دل کو لیکر اوسے
قدم رنجہ فرمائیے گا ذرا
اوسیدم یہ بات عقل میں آگئی
وہاں سے یہ دل دونو لیکر چلے
کہ سے چلنے لگا خود بخود دل بھی جب
گھسیٹے لئے جائے ہے زور سے
لیے اپنے تن کیطرف جاتے تھا
کھڑا ہوگیا دل وہ جاکے وہاں +
تڑپنے لگا جذبۂ شوق میں
کہ تھی عشق کی سب یہ افسونگری
ہوا پھر تو اوسکو ذرا بھی نہ صبر
اوسی زخم پہ شکوا کرتا ہوا
تعجب کیا خاص اور عام نے
اودھر دختر شاہ بھی سوگوار
دل زار سے آہ تھی کھینچتی
نہ آئی ذرا بھی اوسے شرم و عار
سمجھ اوس نے تسلیم کی اپنی جان
عجب جذبۂ دل عجب واردات

ہوئی چاک پیرہن خاک اوس قبر کی ... مثال حباب اوسمین وہ دل گئی
تپایا کسی نے پہر اوسکا پیت ... اب آگے لکھون کیا جو احوال تہا
کہ تہا شاہ رنجیدہ و پیش سر ... سجان جزین یا دل سوگوار
کسی کو نہ سر پیر کا ہوش تہا ... محل مین بہی رونیکا اک جوش
اراکین دولت بہی تہے غم زدہ ... غرض جسکو دیکہو وہ ماتم زدہ

دربیان طلب کردن شیخ سعدی بار دیگر و پرسیدن از حضرت حال مخفی گذشتہ و بیان فرمودنش و قتل شدن طفل ماہی گیر

نہ تاخیر کر ساقیا بہر دے جام ... کہ فصل بہاری ہوئی اب تمام
پلا جلد ساقی نہو فسمہ گران ... کہ آپہونچا سر پہ زمان خزان
گئے جب گذر یون ہی چالیس روز ... اراکین دولت ہوئے زخم دوز
کہ اے مخزن جود و عالم پناہ ... ہوئی ملک شاہی کی دولت تباہ
مگر کچہہ نہ معلوم ہمکو ہوا ... کہ وہ نوجوان کسطرح سے موا
مناسب ہے شاہا خطا ہو معاف ... غلامون پہ اس راز کا انکشاف
سوا شیخ سعدی نہین دوسرا ... کہ جو راست احوال دیوے بتا
سو آپ انکو اب یاد فرمائیے ... تو پہر عدل اور داد فرمائیے
کہا ہمکو بہی ہان یہ مطلوب ہے ... اگر لاوین تشریف کیا خوب ہے
ہوا پہر روان ایک پیغامبر ... بفرمان سلطان والا گہر
کہا شیخ نے ہو نہین بیتاب ... ہوئی مہربانی یہ شہ کی عجب
کہان میری قیمت کہ وہ بادشاہ ... کرے ایک عنایت کی مجہہ پہ نگاہ
یہ کہکر روانہ ہوئے اوسطرف ... شہنشاہ تہا منتظر جسطرف

جو پہنچے وہان تو ملا یا نہ وہ ہین | غرض جو جگہ پہ بیٹھا پایا اوسے وہین
وہ دریافت حال گذشتہ کیا | لائے ہے شیخ جی پھر تو حسرت زدہ
کہ آفت کسی کا نہین خوب ہے | نہان گر لگا لون تو معیوب ہے
ادب جب کہا شاہ نے خوب سا | تو پھر چار ناچار کہنا ہوا ✤
کہا سب جو کچھ گذرا تھا ماجرا | رہا شاہ غمگین و حیرت زدا
کہا طفل تو لائق دار ہے ✤ | خدا کی پناہ ایسا بدکار ہے
ہوا حکم شہ پھر کہ وہ قتل ہو | نہ دم بھر کی فرصت اوسے ہیا نہ دو
نہین تربیت ایسی کی بہتر ہیان | کہ ہے وہ شر افگن دو جہان
بفرمان شہ قتل اوسکو لیا | اوسی طور پہ اوسکو رہنے دیا
کہ تا مشتہر ہووے وہ بے شعور | کرے تا نہ کوئی پھر ایسا قصور
سنو یارو ایسا جو کوئی کرے | خدا کے غضب سے نہ ہرگز ڈرے
تو واجب ہے اوسکے لیے یہ سزا | کہ کردار کا اپنے چکھے مزا ✤
غفور اپنے خامہ کو اب تھام لے | ذرا خامشی سے بھی تو کام لے
درود بھیج پر کر اختتام | علیہ الصلوٰۃ و علیہ السلام
ہمیشہ رہے رحمت کردگار + | باصحاب و احباب و انصار و یار

قطعہ تاریخ

بشنو از من اے غفور خستہ دل | ختم شد سر تا بپا مقتول عشق
سر فرو بودم من اندر فکر سال | گفت ہاتف دلربا مقتول عشق
۱۲۸۳ ہجری

خاتمۃ الطبع الحمد للہ کہ یہ قصۂ دلچسپ منظوم موسوم بہ مقتول عشق مصنفہ شاعر نازک خیال متخلص بغفور ۱۲۸۴ سنہ ہجری میں ساتھ کمال تصحیح کے مطبع نامی و گرامی جناب منشی نولکشور میں طبع ہوا